عائشہ ایوب - 063

سوال نمبر 1

انسانی زندگی میں دین کی اہمیت بیان کریں۔ دین اور مذہب میں فرق کریں۔

تعارف:

اسلام انسانی زندگی کے ہر پہلو پر رہنمائی کرنے والا واحد دین ہے۔ اسلام کا جو تصور عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہے وہ یہ کہ یہ چودہ سو برس پہلے حضرت محمدؐ کی ولادت سے متعارف ہوا یہ عبادات پر مشتمل مذہب ہے جس کی ایک مقدس کتاب اور ایک ہی نبی ہے جبکہ اسلام کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور عیسائیت اور یہودیت اسی سے متعارف ہوئے۔ اسلام ایک برحق دین ہے اور یہ انسانی زندگی خواہ وہ مذہبی ہو یا معاشرتی، انفرادی ہو یا اجتماعی اور سماجی و اقتصادی غرض ہر شعبے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام ایک دین ہے کیونکہ یہ ایک طریق زندگی یا طرز زندگی ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان الدین عند اللہ اسلام (آل عمران:19)

بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے!

انسانی زندگی میں دین کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں لفظ "الدین" استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے اسلام ہی ایک حقیقی اور صحیح طریقِ زندگی یا طرزِ فکر و عمل ہے۔ انگریزی زبان میں اسے "This is a way of life" کہنے کی بجائے "This is the way of life" کہنے کے مترادف ہے۔

طریقِ زندگی کے اعتبار سے دین کی اہمیت:

دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ایک طرزِ عمل درکار ہے جو انسانوں کے لیے قواعد و ضوابط متعین کرتی ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اسلام میں اللہ پاک نے انسانی رہنمائی کے لیے پیغمبر بھیجے اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے بھیجے تاکہ وہ ان سے اپنی زندگی کو خدا کے بتائے گئے رستے کے مطابق گزار سکیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف فرما ہو چکے ہیں۔ مذہب سے

آخر میں حضرت محمدؐ کا ظہور ہوا۔ آپ کی حیات طیبہ ہدایت کا سرچشمہ ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ آپ کا فرمان ہے

"اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں قرآن اور سنت"

انسانوں کی ہدایت کے لئے

دین اسلام میں حضرت محمدؐ کی سنت مبارکہ اور اللہ کے کلام قرآن مجید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دین اسلام میں سنت کی حفاظت کے لئے کچھ مستند کتابیں موجود ہیں جن میں سب سے پہلی اور جامع "صحیح بخاری" ہے۔ اسی طرح اسلام میں آپ سے پہلے بھی نبیوں پر کتابیں بھیجی گئی جو کہ درج ذیل ہیں

تورات	حضرت موسیٰؑ
زبور	حضرت داؤدؑ
انجیل	حضرت عیسیٰؑ
قرآن مجید	حضرت محمدؐ

انسانوں میں شعور اور طریق زندگی کے اصول دین کی رو سے متعین کئے جاتے ہیں اور اسلام دین انسانی زندگی کے لئے

بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

دین کی اہمیت کے حوالے سے قرآنی دلائل:

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات نازل کی ہیں جن میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

لا اکراہ فی الدین

دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

دین اسلام ایک امن کا دین ہے اس میں کسی بھی ظلم و جبر اور زبردستی کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیدائشی مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ عملی مسلمان ہونے پر زور دیتا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہتے ہیں حالانکہ وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں چار و ناچار اسی کے آگے جھکی ہوئی ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔"

(آل عمران: 83)

دین اور مذہب میں فرق

دین کے لغوی معنی:

دین کے لغوی معنی غلبہ و سربلندی کے ہیں۔ دین عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی میں جزا و سزا اور طریقہ و مسلک بھی شامل ہیں۔

دین کے اصطلاحی معنی:

دین کے اصطلاحی معنی سے مراد ایک حقیقی اور صحیح طرز فکر و عمل یا طریق زندگی ہے۔ اسلام میں لفظ "الدین" استعمال ہوا ہے جو اسلام کو ایک واحد حقیقی طریق زندگی یا طرز فکر و عمل کہتا ہے۔

مذہب کی تعریف:

مذہب کی مختصر اور سادہ ترین تعریف اے۔ بی ٹیلر نے کی ہے کہ مذہب

"مذہب روحانی موجودات پر اعتقاد کا نام ہے"۔

مذہب صرف عقائد و عبادات کے مجموعہ نہیں بلکہ کچھ مذاہب جیسے بدھ مت

اور کنفیوشس سے یہ زندگی گزارنے کے لیے ایک با اخلاق ضابطہ ہے۔

دین اور مذہب میں فرق

دین	مذہب
عقیدہ توحید	
اسلام میں عقیدہ توحید یعنی "اللہ ایک ہونے" کا تصور ہے جو اللہ تعالیٰ کے تجسم سے پاک اور شرک کی وضاحت کرتا ہے۔ عقیدہ توحید اسلام کی اساس ہے۔ جو اس قانون قدرت کو بنانے اور چلانے والے کی اکائی کا اظہار ہے۔	دوسرے مذاہب میں شرک کی آمیزش ہے کیونکہ ایک سے زیادہ خدا نظام کائنات کو چلانے کی قابلیت نہیں رکھتے اور نہ ہی اللہ کا کوئی بیٹا وغیرہ کا تصور درست ہے۔ ہندو بھی ترمورتی کو اور عیسائی تثلیث کی تبلیغ کرتے ہیں۔
انبیاء پر ایمان	
دین اسلام حضرت آدمؑ سے لے کر آپؐ تک ہر نبی پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کا نام ہے	دیگر مذاہب میں انبیاء کو ہی خدا تصور کیا جاتا ہے یا ان کو خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے جیسے کہ یہودیت میں حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہا جاتا ہے۔
عقیدہ آخرت کا تصور	
دین میں اخروی زندگی کا پورا تصور موجود ہے جس	دیگر مذاہب میں آخرت کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن سزا جزا کے

میں قبر، حشر، میزان جنت اور دوزخ شامل ہیں۔	بارے میں ہندوؤں کے ہاں برزخ اور سورگ کا تصور موجود ہے

حلال و حرام کے احکامات

دین میں انسانی زندگی کے لیے حلال و حرام کے تصور موجود ہیں خواہ وہ جسمانی ضروریات سے متعلق ہوں یا روحانی ضروریات	مذاہب میں حرام و حلال کے واضح اور درست تصورات موجود نہیں ہیں۔ وہ اس طرح کے امتیازات سے اپنی محدود تعلیمات کی وجہ سے محروم ہیں۔

رہنمائی کا حصول

دین میں رہنمائی کا حصول وحی الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔	مذاہب میں رہنمائی عقل عام سے ہوتی ہے

تعلیمات میں تفریق

آدمؑ سے لے کر حضرت محمد تک دین میں کوئی تفریق نہیں ہوئی	مذاہب اپنی تعلیمات محدود ہونے کی وجہ سے تفریق پر مبنی ہیں۔

عالمگیریت

دین کی دعوت پوری انسانیت کے لیے ہے جس میں عالمگیریت ہے	مذاہب کی دعوت میں عالمگیریت کا عنصر نہیں پایا جاتا

الہامی احکام

دین میں دیے جانے والے احکامات اللہ کی طرف سے انبیاء کے ذریعے	دیگر مذاہب میں پنڈت، پوپ وغیرہ

دلچسپ بناتے ہیں۔ اپنی آراء کو مذہب کا حصہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

حاصل بحث یہ ہے کہ
دین انسانی زندگی کے لئے اصول و ضوابط متعین کرتا ہے جس کو طریق زندگی یعنی دین کہا جاتا ہے۔ اسلام ایسا واحد دین ہے جو ایک حقیقی طرز ~~حقیقت~~ زندگی اور فکر و عمل پر مبنی ہے۔ اسلام ہمیں زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن و سنت کے ذریعے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اور مذاہب میں بنیادی فرق ان تعلیمات کا ہے جو ایک انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دین میں تعلیمات وحی کی صورت میں اللہ کے بھیجے گئے پیغمبروں کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہیں جبکہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں ان کے مذہبی لیڈر اپنی آراء کو پیش کرتے ہیں۔ اخلاق اور اصولوں سے عاری جس میں حلال و حرام کی تمیز نہ ہو۔ رہنمائی کا کوئی قابل اعتماد ذریعہ نہ ہو اس طرح سے مذاہب انسانی زندگی کی رہنمائی کے لیے ناقص ہیں اور اسلام ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے زندگی کے ہر پہلو پر مکمل رہنمائی مل سکتی ہے۔

سوال نمبر 2

نماز کے معنی اور اس کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں۔ نماز کے روحانی، اخلاقی اور سماجی اثرات بیان کریں۔

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اور نماز کو ارکان اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام میں نماز کی اہمیت کا اندازہ حضرت محمد کی حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ،

"نماز دین کا ستون ہے"۔

نماز انسان کو بہت سی بری عادتوں سے محروم رکھتی ہے۔ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور انسان انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں نماز کی برکت سے ہدایت پر رہتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

"نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔

اللہ کے حضور سجدہ کرنے سے انسانی غرور و تکبر سے نجات اور عجز و عاجزی جیسی صفات

پیدا ہوتی ہیں۔ انسان اپنے نفس کی عبادت
کے بجائے ایک اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتا
ہے۔

نماز کا معنی:

عربی زبان میں نماز کے
لیے "صلوۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن
پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

الذین ھم فی صلاتھم خشعون ہ

وہ لوگ جو اپنی نماز میں خشوع خضوع سے پڑھتے ہیں۔

(المومنون : 2)

قرآن میں نماز کی تاکید:

اللہ تعالیٰ نے
قرآن پاک میں بار بار نماز کی پابندی کی تاکید
کی ہے۔

واقیمو الصلوۃ، والاتکونو من المشرکین ہ

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے
نہ ہو جاؤ۔

(الروم : 31)

CamScanner

حدیث میں نماز کی تاکید:

آپ کا فرمان مبارک ہے کہ

"نماز مومن اور کافر کے درمیان فرق کرتی ہے۔"

آپ نے نماز پڑھنے اور پڑھانے پر زور دیتے ہوئے فرمایا

سات سال کی عمر میں اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو، دس سال کی عمر میں ان کو مار کر نماز پڑھواؤ اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔

آپ نے نماز کی اہمیت پر بار بار زور دیا ہے اور نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

نماز کے روحانی اثرات

نماز انسان کو تزکیہ نفس اور شیطانی خواہشات سے بچنے کی طرف مائل کرتی ہے اللہ کی یاد کا ذریعہ، بہترین واعظ اور گناہوں سے بچنے کے لیے نماز کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ نماز سے انسان میں صبر، برداشت، اخوت و برابری جیسی صفات پروان چڑھتی ہیں۔

یادِ الٰہی کا ذریعہ:

نماز اللہ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے ایک مسلمان دن میں پانچ بار اللہ کے حضور سجدہ ریزی کرتا ہے اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔ نماز کی چھوٹ کسی بھی صورت میں نہیں ہے خواہ وہ جنگ میں ہو یا سفر میں کیونکہ اپنی مصروف زندگی میں نماز ہی اللہ اور بندے کے درمیان تعلق قائم رکھتی ہے۔

حٰفِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی

اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص اس کی جو درمیان میں آتی ہے۔

(البقرہ: 238)

بہترین واعظ:

نماز ایک واعظ کی طرح انسانی ضمیر کو درست اور غلط کی رہنمائی کرتی ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو حکمِ الٰہی پر ترجیح نہ دینے کی طرف راغب کرتی ہے۔ دن میں اللہ کے حضور حاضری اور رات میں سونے سے پہلے اللہ سے تعلق اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ نماز کی ادائیگی انسان کو زندگی میں فیصلہ کرنے اور درست

سمت میں چلنے کے قابل بناتی ہے۔

استقامت کا ذریعہ:

نماز اللہ کے راستے میں استقامت کا ذریعہ ہے نماز کی ادائیگی نہ کرنے والے اللہ سے قریب نہیں رہ پاتے اور ان کی زندگیوں سے سکون دور ہو جاتا ہے۔ نماز بندے اور خالق کے تعلق کو دوبارہ نئے جذبے سے زندہ کر دیتی ہے۔ انسانی زندگی میں آنے والے مصائب کا صبر و شکر کے ساتھ سامنا کرنے کے لیے استقامت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے لاڈلی نماز تہجد ہے جو رات کے پچھلے پہر پڑھی جاتی ہے اس نماز کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کیونکہ یہ دل و دماغ کی بیداری کا وقت ہے اور اللہ دنیا کی طرف قریبی آسمان پر آ کر اپنے بندے کی پکار کو سنتا ہے اور اسے نوازتا ہے۔ اس طرح کی ریاضت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اے چادر لپیٹنے والے، رات کو قیام کریں مگر تھوڑی رات۔ آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دیں۔

(المزمل: 1-3)

نماز کے اخلاقی اثرات

حسن سلوک کا درس:

نماز انسانی زندگی
پر اخلاقی اثرات رکھتی ہے نماز سے انسان دن
میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے مسجد میں جاتا ہے
اور ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آتا
ہے۔ اگر کوئی دو لوگ جھگڑے ہوئے ہوں تو بھی مسجد
میں ایک دوسرے سے کسی بھی طرح کی تلخی اور بدزبانی
سے محفوظ رہتے ہیں۔ نماز دلوں کو نرم کرتی
ہے اور ایک دوسرے کے لیے احساس کے جذبے
کو ابھارتی ہے۔ ایک دوسرے سے سلام کرنا اور
حال احوال لینا نماز کے ذریعے سے ممکن ہے۔ کیونکہ اتنی
مصروف دنیا میں کوئی انسان کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔
نماز ایک دوسرے میں برداشت اور معافی کو فروغ
دیتی ہے۔

گناہوں سے حفاظت:

نماز کا اخلاقی اثر یہ
بھی ہے کہ یہ برائی کے کاموں سے روکتی ہے جب
بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے
اس کی نافرمانی سے بچنے اور اس کے ہر حکم ماننے
کا عہد کرتا ہے۔ اس طرح وہ ایک نماز سے

CS CamScanner

دوسری نماز تک تمام لغزشوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا رہتا۔ آپ کا فرمان مبارک ہے کہ

"بتاؤ اگر تم میں سے کسی کا دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ مرتبہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل نام کی کوئی چیز رہ جائے گی تو سب نے کہا کہ یا رسول اللہ اس سے تو میل کا کوئی شائبہ نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ ان کے ذریعے سے بالکل اسی طرح گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

نماز کے سماجی اثرات

اتحاد و اتفاق کا ذریعہ:

نماز مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق کی فضاء قائم کرتی ہے۔ مسلمان آپس میں نماز کے مقصد سے اکٹھے ہوتے ہیں ایک دوسرے سے اپنے معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں اور مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

مساوات کی مثال:

نماز بلیغ گانہ کی ادائیگی
تمام دنیا کے لیے مساوات کی اعلیٰ مثال ہے۔ نماز کی ادائیگی کے وقت تمام مسلمان خواہ وہ بادشاہ ہو یا غلام، حاکم ہو یا محکوم اور گورا ہو یا کالا ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان میں کوئی اعلیٰ یا برتر نہیں ہوتا سب ایک دوسرے کے لیے اللہ کے حضور برابر ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اس صورتحال کو ایک شعر میں بیان کیا۔

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ ہی بندہ نواز

خلاصہ بحث:

بالمختصر یہ کہ نماز دین کا ایک بنیادی رکن ہے۔ نماز کی پابندی کا حکم قرآن پاک میں بار بار دیا گیا ہے۔ اس سے انسانی زندگی پر تزکیہ نفس، پاکیزگی، گناہوں سے حفاظت حسن سلوک کا درس دینا اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق جیسے نمایاں اثرات مرتب ہیں۔ جو نماز کی اہمیت کو انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں سے اجاگر کرتے ہیں۔

سوال نمبر 5

اسلام میں پبلک ایڈمنسٹریشن کے تصور کو اجاگر کریں۔ سول سرونٹس کی ذمہ داریوں کی وضاحت کریں۔

تعارف:

پبلک ایڈمنسٹریشن سے مراد عوامی انتظامیہ کے ہیں۔ اسلام میں پبلک ایڈمنسٹریشن سے مراد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت و اقتدار کو اعلیٰ سمجھتے ہوئے خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اس کی بندوں کی نگہداشت کرنا ہے۔ اسلام میں آپ ؐ نے ریاست مدینہ میں تمام امور ریاست کو خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے انجام دیا۔ آپ ؐ کے اصولوں اور طرز عمل کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرام ؓ نے نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنا اور حضرت محمد کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونا شامل ہے۔ اسی طرح انھوں نے دیگر محکمہ جات قائم کیے جس میں بیت المال، محکمہ پولیس، پوسٹل سروس وغیرہ کے ساتھ ساتھ عدالتی اور تعلیمی اداروں کا قیام نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ ان محکمہ جات کے حکمرانوں کو سول سرونٹس کہا جاتا ہے جو عوام کی خدمت کے لیے مختص کیے جاتے ہیں اور ان کا اول فرض بھی عوام کے لیے مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔

انتظامیہ قرآن پاک کی روشنی میں:

قرآن مجید کی رو سے انتظامیہ
کے سرکاری مناصب اللہ کی طرف سے امانت ہیں
جنھیں خدا ترس اور محنتی لوگوں کے سپرد کرنا چاہئیے۔
سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان
لوگوں سے جنھوں نے تم میں سے
ایمان قبول کیا اور عمل صالح
کیا کہ وہ ان کو زمین میں اپنا
خلیفہ بنائے گا۔
(النور)

خلیفہ کے بارے میں حضرت
ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ

"اے لوگو جب تک میں اللہ اور اس کے
رسول کے احکامات کی پیروی کروں
نیک عمل کی پیروی کرتے رہنا پڑے تو
اس سے اعلان کرو تم سب آزاد ہو۔"

اصحاب ایمان ہوا جی
ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھاتے
ہیں ان کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے
کہ

نیکی کا حکم دینے والے اور برائی
سے روکنے والے اور اللہ کی
حدود کی حفاظت کرنے والے
(التوبہ:112)

انتظامیہ احادیث رسولؐ کی روشنی میں:

حکم اپنی اصل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ منتظم کو اللہ نے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اسے اختیارات دیے ہیں ان اختیارات کے بارے میں حدیث مبارکہ ہے۔

"اگر تم میں سے کوئی مسلمانوں کی رعیت کا سربراہ ہو اگر اس حالت میں رہے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکہ یا خیانت کرے تو اللہ تعالیٰ ان پر جنت حرام کر دے گا۔"

ایک اور جگہ آپؐ کا فرمان ہے

کہ "کسی حاکم کا اپنی رعایا میں تجارت کرنا بدترین خیانت ہے۔"

اسلام میں احتسابی ادارے

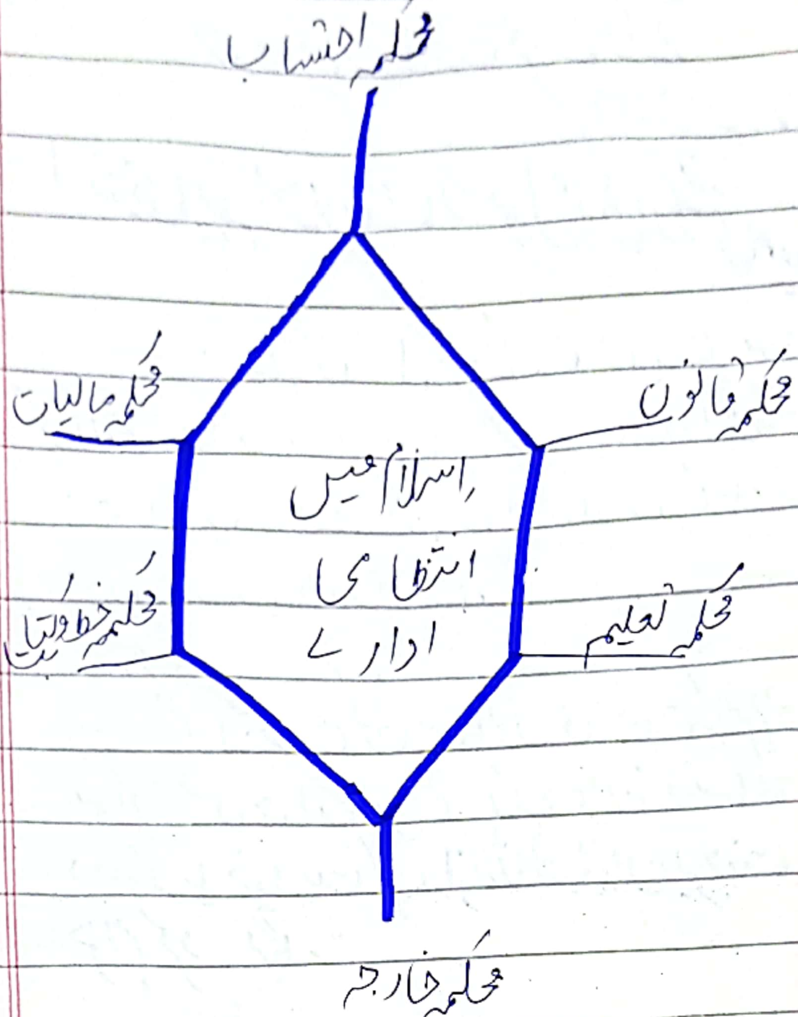

اسلام میں سول سرونٹس کی ذمہ داریاں:

خیانت سے پرہیز:

اسلامی ریاست میں عوام کی خدمت پر مامور کیے گئے حکمرانوں کا اجتماعی مال سے ناجائز طریقے سے کچھ لینا

خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ آپ کی حدیث مبارکہ ہے کہ

لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

ایک موقع پر صحابہ کرام بیٹھے بات کر رہے کہ فلاں صحابی شہید ہے فلاں شہید ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے شہید مت کہو میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے اس نے مال غنیمت میں سے چادر چرائی تھی۔ چنانچہ اسے اس خیانت کے نتیجے میں جہنم میں پھینکا گیا۔

اقربا پروری سے اجتناب:

اقربا پروری سے مراد میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے رشتے داروں کو ناجائز طریقے سے مراعات دینا خلفائے راشدین نا اقربا پروری کو نہ صرف خود ناروا رہے بلکہ اس طرح کی کسی بھی چیز کو ہونے سے روکا گیا۔ حضرت محمد اگر چاہتے تو اپنے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کر سکتے تھے اسی طرح خلفائے راشدین کی مثالیں ہمارے لیے عمدہ نمونہ ہیں ان کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عمر بن **عبدالعزیز** نے اپنے دور حکومت میں اپنے رشتے داروں کی ناجائز قبضہ کی گئی زمینوں کو حکومت کی تحویل

میں دے دیا اور ان کو عمر ثانی کا لقب ملا۔

قومی وسائل کی حفاظت:

حکومتی

عمیدر اداروں کا ذمہ نہ صرف خیانت سے بچنا فرض ہے بلکہ ان کو ریاستی اثاثوں کی حفاظت اپنی ذاتی اثاثوں سے بڑھ کر کرنے کی ضرورت ہے ان کو ان وسائل کی بے احتیاطی سے ضائع ہر دو جو کچھ ہو گی۔ اسلامی تاریخ میں ایسی بے مثال مثالیں ہیں جنہوں نے ریاستی چراغ بھی گل کر دیے ذاتی امور کے وقت۔

منصب کا درست استعمال:

منصب کا درست استعمال

بھی سرکاری افسران کی ایک اہم ذمہ داری ہے اگر وہ اپنے منصب کا ناجائز استعمال کریں گے تو اس سے عوام کے حقوق کا استحصال ہوگا جو ان کے لیے احتساب کا باعث ہے۔ ان کے اپنے منصب کا غلط استعمال کا فائدہ ان کے رشتے دار بھی اٹھاتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی افسران کو خود نگرانی کرنی چاہیے اور ایمانداری سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہیے

حیا عبیر

میرٹ کا فروغ:

اسلامی ریاست میں سرکاری افسران کو میرٹ کو فروغ دینا چاہیے اور اقربا پروری جیسی برائیوں سے بچنا چاہیے کسی بھی نظام کی کامیابی کے لیے میرٹ کا فروغ اشد ضروری ہے اور یہ کام سرکاری افسران کی اجتماعی کوششوں سے ممکن ہے۔

لسانی، مذہبی اور علاقائی عصبیت سے اجتناب:

سرکاری افسران کو چاہیے کہ وہ کسی بھی طرح کی عصبیت سے اجتناب کریں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے علاقے یا مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے کسی دوسرے کے حقوق کا استحصال کریں۔ حضرت محمدؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

"کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔"

سچ کا فروغ:

ایک سچا افسر کبھی بد خیانت نہیں کرتا وہ امانت دار ہوتا ہے۔ اپنے اختیارات کا درست استعمال کرتا ہے۔ ملکی مفاد کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیتا ہے اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق میں شامل رہو"
(القرآن)

ریاست کا ساتھ وفاداری:

سرکاری افسران ریاست کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں یہ ایک عہد ہوتا ہے جو ریاست اور افسر کے درمیان قائم ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا"
وعدہ پورا کرو بے شک وعدے کے بارے پوچھ گچھ ہو گی۔

اختتامیہ:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ عوامی انتظامیہ اسلامی ریاست میں ہجرت مدینہ کے بعد حضرت محمد ﷺ نے قائم کی اس میں اختیارات اور حاکمیت اللہ کی ہے اور انسان بطور خلیفہ ان ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے۔ سرکاری افسران میں مندرجہ بالا خصوصیات ہونی چاہیے تاکہ عوام کے مسائل حل ہوں اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

سوال نمبر 7

امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل

تعارف:

اس وقت دنیا میں 57 مسلم ممالک ہیں اور یہ دنیا کی کل آبادی کا 21% ہیں۔ مسلم ممالک معدنی ذخائر اور دیگر وسائل کے حوالے سے مالا مال ہیں۔ پاکستان میں دنیا کی دوسری بڑی نمک کی کان کھیوڑہ میں ہے اور پانچویں بڑے کوئلہ کے ذخائر صوبہ سندھ کے علاقے تھر کول فیلڈ میں پائے جاتے ہیں۔ ان سب کے باوجود بھی مسلم امہ مسائل سے دوچار ہے ان کو داخلی اور خارجی بے شمار مسائل کا سامنا ہے ان مسائل کا حل ممکن ہے لیکن اس کے لیے تمام ممالک کا اتحاد ضروری ہے

عالم اسلام کو درپیش مسائل

امن عامہ کا مسئلہ:

اس وقت پوری مسلم دنیا اور پاکستان امن عامہ کے مسائل سے دوچار ہے قتل و غارت، رہزنی، چوری وغیرہ جیسے بے شمار مسائل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا

صلح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

غربت و بے روزگاری کا مسئلہ :

اس وقت تیل کی دولت سے مالا مال ممالک کو چھوڑ کر باقی تمام مسلم ممالک معاشی بحران سے دوچار ہیں۔ پاکستان میں غربت کے بڑھنے سے خودکشی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے لوگ بے روزگار ہیں اور ہنر مند افراد کی کمی ہے۔

فرقہ واریت :

مسلم دنیا اس وقت فرقہ واریت کی لپیٹ میں ہے اور اس کا بھرپور فائدہ غیر مسلم اٹھا رہے ہیں۔ شیعہ اور سنی بلاک میں بالترتیب ایران اور سعودی کا ہونا اور آپسی تعلقات میں تلخی فرقہ واریت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔

(آل عمران)

فکری جمود / اجتہاد کا نہ ہونا

قرآن و حدیث سے حاصل شدہ آراء کو فقہی سرمایہ کہا جاتا ہے۔ آج مسلم دنیا میں فقہاء نے جو اجتہاد کیا ہے اس از سر نو جائزہ رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ وقت کے تقاضوں کے مطابق نئی اصلاحات مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

علماء کرام اپنے طور پر گراں قدر خدمات سر انجام دے رہے ہیں لیکن ان کو کسی فارم پر اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اجتماعی اجیناڈ کو فروغ ملے۔

مسلمان ریاستوں کو داخلی طور پر منتشر کرنا۔

مغرب اپنی کوششوں سے دنیا کے ہر مسلم ملک میں کئی طریقوں سے کام کر رہا ہے تاکہ ان کے بارے میں معلومات رکھ سکے اور ان کو اندرونی طور پر کمزور کر سکے کوئی ملک اتنا مستحکم نہ ہو کہ ان کے لئے کوئی مسئلہ پیدا کر سکے اگر ایسا ہوا تو ان کی اجارہ داری ختم ہو سکتی ہے۔

مسائل کا حل

اتحاد امت:

قرآن مجید میں اتحاد کے حوالے سے واضح تعلیمات موجود ہیں

"علم آجانے کے بعد لوگ آپس میں ضد کے باعث جدا ہو گئے"

(القرآن)

علامہ اقبال نے امت مسلمہ کو ایک امت کے طور پر رہنے اور آپس میں تفرقہ بازی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

دفاع اور معاشی تجاویز:

مسلم ممالک کا بھی اپنا دفاعی مشترکہ نظام نیٹو کی طرز کا ہو مشترکہ فوج کا قیام ہو جس کا چیف مختلف ممالک سے تبدیل ہوتا رہے مسلم ممالک خود انحصاری کی پالیسی بنائیں، مشترکہ کرنسی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں بنانا اور تجارتی پابندیوں کا خاتمہ ہونا چاہیئے

اخلاق اور تعلیم و تربیت:

دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ضروری دینی تعلیم کا انعقاد مشترکہ سرمائے سے یونیورسٹیوں کا قیام جن میں ہر ملک کے طالبعلم تعلیم حاصل کریں۔ امہ کو اعلیٰ اخلاقی اصولوں کا پاسدار بنانا اور دین اور اخلاقی اصولوں کو اس طرح بیان کرنا کہ بات سننے والے کے دل میں اتر جائے۔

اختتامیہ:

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم امہ کو درپیش مسائل ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے ہیں اگر وہ مل جائیں تو مغربی قوتوں کا آسانی سے مقابلہ کر کے ان سے بہت آگے نکل سکتی ہیں ان مسائل کے حل کے لیے ان کو باہمی تعلقات کو بڑھانا اور مغربی ممالک کی بجائے مسلم ممالک کے ساتھ دفاعی، تجارتی اور دیگر منصوبوں پر سوچنے کی ضرورت ہے۔